سوال

والدین کی اجازت کے بغیر جہاد پر جانا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا والدین کی اجازت لئے بغیر جہاد کی ٹریننگ کے لئے جا سکتے ہیں۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

یہ ہے کہ شرک وبدعت، حرام کے ارتکاب اور گناہ کے کاموں میں والدین کی اطاعت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر والدین کسی فرض یا واجب کی ادائیگی سے روکیں تو بھی ان کی اطاعت نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِى ٱلدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىَّ ۚ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ١٥

راگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو توان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔

پ کا ارشاد ہے :

ِ لمخلوق في معصية الخالق۔ (مسند احمد)

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کسی قسم کی بھی اطاعت جائز نہیں ہے۔

ماں اصل سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لیے جہاد بمعنی قتال کی ٹریننگ فرض عین ہے یا نہیں۔ ؟ اگر فرض عین ہے تو والدین کی اطاعت نہیں ہے اور اگر فرض عین نہیں ہے تو والدین کی اطاعت ضروری ہے۔ جہاد بمعنی قتال عام حالات میں اہل علم کی نظر میں فرض کفایہ ہے اور ایک جماعت کی ادائیگی سے

شیخ صالح المنجد اس بارے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں؛

سوال؛ اس وقت اور دور میں کیا ہر استطاعت رکھنے والے شخص پر جہاد فرض ہے ؟

لحمد للہ :

ر :

ے مراتب اور درجات ہیں، ان میں کچھ تو ہر مکلف پر فرض عین ہے، اور کچھ فرض کفایہ یعنی جب بعض مکلفین جہاد کر رہے ہوں تو باقی سے ساقط ہو جاتا ہے، اور کچھ مستحب ہے۔

رشیطان کے خلاف جہاد تو ہر مکلف پر فرض ہے، اور منافقین اور کفار اور ظلم وستم کرنے والوں اور برائی اور بدعات پھیلانے والوں کے خلاف جہاد فرض کفایہ ہے، اور بعض اوقات کفار کے خلاف جہاد معین حالات میں فرض عین ہو جاتا ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔

ن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

پھر جہاد کی چار اقسام اور مراتب و درجات ہیں : جہاد بالنفس، شیطان کے خلاف جہاد، کفار کے خلاف جہاد، اور منافقین کے خلاف جہاد.

ادبالنفس کے بھی چار درجات اور مراتب ہیں :

مرتبہ :

ائی کی تعلیم اور دین حق کے حصول کے لیے نفس کے خلاف جہاد کیا جائے، کیونکہ اس کے بغیر نہ تو دنیا میں سعادت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی آخرت میں کامیابی فلاح سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے، جب اس پر عمل نہ کیا جائے تو دونوں جہانوں میں شقاوت و بدبختی حاصل ہوتی ہے.

را مرتبہ :

صول کے بعد وہ اس پر عمل کرنے کے لیے جہاد اور کوشش کرے، کیونکہ عمل کے بغیر صرف علم اگر اسے نقصان نہ دے تو اسے کوئی فائدہ بھی نہیں دے سکتا.

را مرتبہ :

آگے پھیلانے اور جنہیں اس کا علم نہیں انہیں تعلیم دینے میں جہاد اور کوشش کرے، اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جو اللہ تعالی کی نازل کردہ ہدایت و راہنمائی اور واضح دلائل کو چھپاتے ہیں، اور اس کا یہ علم اسے نہ تو اللہ کے عذاب سے نجات دے گا اور نہ ہی اسے کوئی نفع دے سکتا ہے.

ا مرتبہ :

ین کی دعوت دینے میں جوتکالیف اور مشکلات پیش آئیں، اور لوگوں کی جانب سے حاصل ہونے والی اذیت پر صبر کرنے کا جہاد، اوران سب کو وہ اللہ کے لیے برداشت کرے.

رتبے مکمل کرلے گا تو وہ ربانیین میں شامل ہوجائیگا، سلف رحمہ اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ عالم اس وقت تک ربانی کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق نہیں جب تک وہ حق کی پہچان کرکے اس پر عمل کرنے کے بعد اس کی لوگوں کو تعلیم نہ دے، توجو شخص علم حاصل کرے اور اس پر عمل کرکے لوگوں کو اس

بطان کے خلاف جہاد کے دو مرتبے ہیں :

مرتبہ :

بطان کی جانب سے بندے کو ایمان میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات دور کرنے کے لیے جہاد کرنا.

ر امرتبہ :

بطان کی جانب سے فاسد قسم کے ارادے اور شہوات دور کرنے کی کوشش اور جہاد کرنا.

پہلے جہاد کے بعد یقین اور دوسرے کے بعد صبر حاصل ہوگا اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا اور امام بنا دیے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے السجدة (24).

تعالی نے خبر دی ہے کہ امامت دین صبر اور یقین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے، چنانچہ صبر شہوات اور فاسد قسم کے ارادوں کو دور اور ختم کرتا ہے، اور یقین شکوک وشبہات کو ختم کرتا ہے.

ر کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کے چار مراتب ہیں :

ا اور زبان اور مال اور نفس کے ساتھ.

ر کے ساتھ جہاد کرنا کفار کے خلاف خاص ہے.

ر منافقین کے خلاف زبان کے ساتھ جہاد کرنا خاص ہے.

ر ظلم وستم اور بدعات ومنکرات کے خلاف جہاد کے تین مراتب ہیں :

ا :

ستطاعت ہو تو ہاتھ کے ساتھ، اور اگر استطاعت نہ ہو تو یہ منتقل ہوکر زبان کے ساتھ، اور اگر اس کی بھی استطاعت اور قدرت نہ ہو تو پھر دل کے ساتھ جہاد کرنے میں منتقل ہوجاتا ہے.

ہ (13) مراتب ہیں، اور حدیث :

"جو شخص بغیر جہاد کیے مرگیا اور نہ ہی اس کے نفس میں جہاد کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تو وہ نفاق کی ایک علامت پر مرا"

ر (1910).

اد (11-9/3).

ر شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اد کی کئی ایک اقسام ہیں :

کے ساتھ، دعاء کے ساتھ، توجیہ وارشاد اور راہنمائی کرکے، کسی بھی طرح خیر وبھلائی پر معاونت کرکے جہاد کرنا.

ب میں عظیم نفس کے ساتھ جہاد ہے، پھر مال کے ساتھ اور رائی اور راہنمائی کے ساتھ جہاد کرنا، اور اسی طرح دعوت وتبلیغ بھی جہاد ہی ہے، تو نفس اور جان کے ساتھ جہاد سب سے اعلی درجہ ہے"

ز (335-334/7).

م :

ر کفار کے خلاف ہاتھ سے جہاد میں امت مسلمہ کے حسب حال کئی قسم کے مراحل گزرے ہیں :

ن قیم رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

الی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل فرمائی کہ وہ اس رب کے نام سے پڑھیں جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اور یہ نبوت کی ابتدا تھی، تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنے دل میں اسے پڑھیں اور اس وقت انہیں اس کی تبلیغ کا حکم نہیں دیا پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے سورة المدثر کی یہ آیت

اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور ڈراؤ .

تواللہ سبحانہ وتعالی نے آپ کواقراء کہہ کر نبی بنایا اویاایھاالدثر کہہ کر رسول بنایا.

لی نے حکم دیا کہ اپنے کنبہ قبیلہ والوں اور قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کرو، اور پھر اس کے بعد اپنی قوم کو، اور پھر اس کے بعد اپنے اردگرد رہنے والے عرب کو، اور پھر دور رہنے والے عرب کو، اور پھر پوری دنیا میں رہنے والوں کو.

ریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی بننے کے بعد دس برس تک بغیر کسی قتال اور لڑائی اور جہاد اور بغیر جزیہ کے تبلیغ کرتے رہے، اور آپ کو صبر و تحمل اور معاف و درگزر کرنے اور ہاتھ روک کر رکھنے کا حکم دیا گیا.

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد پھر لڑائی اور جہاد کرنے کی.

پ کو ان لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا جو آپ سے لڑائی کرتے تھے، اور جو آپ سے نہیں لڑے اور قتال نہیں کیا ان سے روک دیا گیا.

شرکوں کے خلاف اس وقت تک لڑائی کا حکم دیا گیا جب تک کہ پورا دین اللہ کے لیے نہ ہو جائے.

لفار کے خلاف جہاد کا حکم ملنے کے بعد کفار کی آپ کے ساتھ تین اقسام تھیں:

ن کے ساتھ صلح اور جنگ بندی تھی.

کے ساتھ لڑائی تھی یعنی اہل حرب.

ِذمی لوگ.

اد (159/3).

م :

ر کے خلاف ہاتھ سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے:

ن قدامہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

ں :

ور جہاد فرض کفایہ ہے، جب قوم کے کچھ افراد جہاد کر رہے ہوں تو باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے).

فرض کفایہ کا معنی یہ ہے کہ:

یہ اگر اتنے لوگ اس کی ادائیگی نہ کریں جو کافی ہوں تو سب لوگ گنہگار ہونگے، اور اگر اتنے لوگ ادا کرلیں جو کافی ہوں تو باقی سب لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے.

سب کو شامل ہے، مثلا فرض کفایہ، اور پھر اس میں مختلف ہے کہ فرض کفایہ بعض کے ادا کرنے سے باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے، اور فرض عین کسی دوسرے کے کرنے سے کسی سے بھی ساقط نہیں ہوتا، عام اہل علم کے قول کے مطابق جہاد فرض کفایہ میں شامل ہوتا ہے.

ہ (163/9).

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

رض کفایہ ہے نہ کہ فرض عین، اور سب مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی اپنے نفس اور اپنے مال اور اسلحہ اور دعوت اور مشورہ کے ساتھ معاونت ضرور کریں، تو جب جہاد کے لیے اتنے لوگ نکل جائیں جو کافی ہوں باقی افراد گنہگار ہونے سے بچ جائینگے، اور جب سب لوگ ہی جہاد ترک کر دیں تو

ز (335/7).

م :

ر کے خلاف جہاد چار حالتوں میں فرض ہو جاتا ہے:

1- جب مسلمان شخص جہاد میں حاضر ہو جائے.

2- جب دشمن آ جائے اور علاقے اور ملک کا محاصرہ کر لے.

3- جب امام المسلمین اور حکمران رعایا کو جہاد کی طرف بلائے تو رعایا پر جہاد کے لیے نکلنا فرض ہو جاتا ہے.

4- جب اس شخص کی ضرورت ہو اور اس کے بغیر کوئی اور اس ضرورت کو پورا نہ کر سکتا ہو.

خ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس وقت فرض عین ہو جاتا ہے جب کوئی انسان قتال میں حاضر ہو جائے، یہ فرض عین ہونے کی پہلی جگہ ہے جہاں جہاد فرض عین ہوتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم کفار کے مدمقابل ہو جاؤ اور دوبدو ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا، اور جو شخص ان سے اس موقع پر اپنی پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو، یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنی ہے، باقی اور کوئی جو ایسا کریگا وہ اللہ کے غضب میں آ جائیگا اور اس

لریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ لڑائی والے لڑائی میں سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا سات تباہ کن اشیاء میں سے ایک ہے، فرمان نبوی ہے:

سات تباہ کن اشیاء سے بچ کر رہو: اور اس میں لڑائی والے دین لڑائی سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا بھی ذکر کیا"

فق علیہ.

ن اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے دو حالتوں میں استثنی کیا ہے :

الت :

لڑائی کا پینترا بدلنے کے لیے وہاں سے بھاگے، یعنی دوسرے معنوں میں اس طرح کہ وہ اس سے بھی زیادہ قوت وطاقت کے ساتھ آنا چاہتا ہو.

ی حالت :

نا اور پناہ حاصل کرنا چاہتا ہو، وہ اس طرح کہ اسے بتایا جائے کہ دوسری طرف سے مسلمانوں کی ایک جماعت اور لشکر شکست کھانے کے حالت میں ہے، تو وہ ان کی تقویت اور کے لیے ان کے ساتھ ملنے کے لیے جائے، اور اس حالت میں شرط یہ ہے کہ وہ اس گروہ اور لشکر کا خوف نہ رکھے جس میں رہ کروہ

م :

قے اور ملک کو دشمن گھیر لے تو اس شخص پر اپنے وطن کے دفاع کے لیے لڑائی اور قتال فرض عین ہو جاتا ہے، اور یہ اس شخص کے مشابہ ہے جو لڑائی کی صف میں موجود ہو؛ کیونکہ جب دشمن ملک اور علاقے کا محاصرہ کر لے تو اس کا دفاع کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ دشمن اس علاقے میں جانے اور وہاں سے باہر

م :

مران لڑنے کا حکم دے، امام وہ ہے جو ملک کا حکمران اور سربراہ ہو، اور اس میں امام المسلمین ہونے کی شرط نہیں؛ کیونکہ یہ عمومی امامت بہت زمانے سے ختم ہو چکی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"اگر تم پر حبشی غلام بھی امیر اور حکمران بنا دیا جائے تو اس کی سمع واطاعت اور فرمانبرداری کرو"

ب کوئی انسان کسی بھی جہت میں امیر بن گیا تو وہ امام عام کی طرح ہی ہے اور اس کا قول نافذ ہوگا اور اس کا حکم مانا جائیگا.

غ(10/8).

ھذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب

محدث فتوی

فتوی کمیٹی